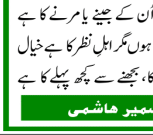

رفح: ذاتی مفاد کیلئے عام شہریوں کا قتل عام

محمد حنیف خان

جنگیں

انسانیت کی بربادی کا اعلامیہ ہوتی ہیں۔جس کی زندہ مظہر فلسطین اور اسرائیل کی جنگ ہے۔اس جنگ نے یہ واضح کردیا ہے کہ طاقتور میں اخلاقیات نہیں ہوتیں اور وہ کبھی بھی اخلاقیات کو تسلیم نہیں کرتا ہے،وہ صرف طاقت کی ہی زبان سمجھتا ہے۔آج اگر فلسطین بھی اسرائیل کی طرح طاقتور ہوتا، اس کے پاس بھی اسلحہ و بارود کے ذخائر ہوتے، وہ بھی فضائی حملوں کا اہل ہوتا تو کیا اس جنگ کی صورت حال یہی ہوتی؟اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ جنگ اسرائیل نہیں لڑ رہا ہے بلکہ امریکہ لڑ رہا ہے۔اس نے نہ صرف اسرائیل کے لیے اپنے خزانے کھول دیے ہیں بلکہ اسلحہ کے ذخائر بھی اس پر لٹادیے ہیں۔اب امریکہ نے اعلان کیا ہے کہ وہ اسرائیل کو گولہ و بارود نہیں بھیجے گا۔اس جنگ میں امریکہ ایک چالاک لومڑی کا کردار ادا کر رہا ہے۔وہ اپنے مفادات کے اعتبار سے جنگ میں اپنے موقف کا اظہار کرتا رہا ہے، یہ بات اور ہے کہ اس کے اب تک کے کسی بھی موقف سے جنگ پر کوئی فرق نہیں پڑا ہے۔اس میں یکطرفہ فلسطینیوں کی موت ہوتی رہی ہے۔اس وقت امریکہ کہہ رہا ہے کہ بموں کی سپلائی بند کرنے سے اسرائیل دباؤ میں آئے گا اور وہ رفح پر کارروائی سے باز رہے گا مگر حالات بتارہے ہیں کہ ایسا کچھ نہیں ہونے والا ہے۔اسرائیل امریکی امداد اور اس کی حمایت کے ساتھ بے گناہوں کا قتل کرتا رہے گا اور امریکہ صرف بیان بازی کرکے دنیا کے سامنے اپنے داغدار چہرے سے داغ مٹانے کی ناکام کوشش کرتا رہے گا۔کیونکہ دنیا کو معلوم ہے کہ اس قتل عام اور نسل کشی کے پیچھے امریکہ کا ہی ہاتھ ہے۔اسی کی شہ پر اسرائیل یہ عمل بد انجام دے رہا ہے۔امریکہ اگر سنجیدگی سے ایک بار صرف گھڑکی دے دے یا اپنی حمایت کی واپسی کا اعلان کردے تو یہی اسرائیل میمنے کی طرح نظر آنے لگے گا مگر اسرائیل کو بھی معلوم ہے کہ اس دیو کی روح اس پرندے میں ہے جو اس کے قبضے میں ہے،اس لیے دیو کے پاس اس کی حمایت کے سوا کوئی راستہ ہی نہیں بچتا ہے خواہ وہ کتنی بھی گیدڑ بھبکیاں دیتا رہے۔ ڈرانے اور خوفزدہ کرنے کی کوشش کرتا رہے، وہ سب دنیا کو دکھانے کے لیے ہیں۔

الجزیرہ کے مطابق گزشتہ 24 گھنٹوں (9 مئی 2024) میں 60 افراد شہید جبکہ 110 افراد زخمی ہوئے ہیں۔جب سے یہ جنگ شروع ہوئی ہے، اب تک 34904 فلسطینی شہید ہوئے ہیں جبکہ 78514 زخمی ہوچکے ہیں۔ فلسطین اور اسرائیل جنگ ایک ایسے نقطے پر پہنچ چکی ہے، جس میں انسانی تباہی اور اخلاقی گراوٹ آخری مرحلے میں کہی جاسکتی ہے۔اس جنگ سے ہونے والی تباہی، ظلم کی شدت، انسانیت دشمنی اور طاقت کے مظاہرے نے مغربی دنیا کے نوجوانوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔وہ اسکولوں اور کالجوں میں مستقل مظاہرے کر رہے ہیں،ان کا صرف ایک مقصد ہے کہ غزہ پر ہونے والے مظالم بند کیے جائیں، بچوں، بزرگوں اور بے گناہوں کا قتل بند کیا جائے۔ اسرائیل کا غیر مشروط حلیف کبیر امریکہ بھی ان نوجوانوں سے خوف میں آگیا ہے۔ایک طرف جہاں امریکی پولیس ان نوجوانوں پر طاقت استعمال کرکے انہیں قابو میں کرنے کی کوشش کر رہی ہے تو وہیں دوسری جانب امریکہ نے اعلان کردیا ہے کہ وہ اسرائیل کو گولہ وبارود کی سپلائی نہیں کرے گا کیونکہ اس سے فلسطین میں بے گناہوں کو قتل کیا جارہا ہے۔اس کا اعلان اگرچہ چالاک لومڑی کی چال سے زیادہ کچھ نہیں ہے، اس کے باوجود یہ ضرور کہا جائے گا کہ اس اعلان میں یہاں کی تعلیم گاہوں میں زیر تعلیم طلبا و طالبات کا سب سے بڑا اور اہم کردار ہے۔دوسری طرف مسلم ممالک اور ان کی حکومتیں ہیں۔پاکستان جیسا ایٹمی ہتھیار رکھنے والا ملک ہے۔ان ممالک کے حکمراں اور عوام دونوں سو رہے ہیں۔ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگی ہے۔

فلسطین اور اسرائیل کے درمیان جنگ کو سات ماہ گزر چکے ہیں،اس عرصے میں مشرق وسطیٰ/ مسلم ممالک /برصغیر ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش وہ پورا علاقہ جس میں مسلم آبادیاں ہیں، سے کوئی آواز نہیں اٹھی۔مظلوم فلسطینیوں کے حق میں اگر کہیں سے آوازیں بلند ہوئیں اور ہو رہی ہیں تو وہ مغربی ممالک ہیں۔ہالینڈ سے لے کر جرمنی، افریقہ سے لے کر برطانیہ تک بڑے بڑے مظاہرے ہوئے۔ نوجوان سڑکوں پر آئے اور احتجاج کرکے فلسطین پر حملوں کو روکنے کا مطالبہ کیا مگر مذکورہ علاقوں میں اس طرح کی آوازیں نہیں سنی گئیں۔جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ پورا خطہ ہی مردہ ہوچکا ہے،اس میں انسانیت اور زرخیزی نام کی نہیں بچی ہے۔

دو ٹوک

اسرائیل رفح میں زمینی کارروائی کی پوری تیاری کرچکا ہے،اس کے ٹینکوں نے اس پورے شہر کو ایک طرح سے گھیر لیا ہے۔شہر کے بیرونی علاقوں میں اسرائیلی گولی باری میں یومیہ سیکڑوں فلسطینی مارے جارہے ہیں۔رفح میں اسرائیلی کارروائی کا مطلب ہے عام شہریوں کا کھلے عام قتل عام۔ اسی لیے امریکی امور خارجہ میں مشرق وسطیٰ کے ماہر الیٹ ابرام نے صاف طور پر کہا ہے کہ اسرائیلی رفح میں جارہے ہیں جس سے بہت زیادہ کشیدگی پیدا ہوجائے گی، کیونکہ اسے معلوم ہے کہ اس وقت رفح کی کیا صورت حال ہے۔ رفح میں عام شہریوں کی جانوں کو بچانے کے لیے ہی حماس نے جنگ بندی کی تجویز قبول کرنے کا اعلان کیا تھا،حماس کے اس اعلان نے اسرائیلی وزیراعظم کی قلعی کھول کر رکھ دی ہے، کیونکہ ابھی تک وہ دنیا اور اپنے شہریوں سے یہی کہہ رہے تھے کہ حماس جنگ بندی کی تجویز قبول نہیں کر رہی ہے جبکہ مغویہ افراد کے اہل خانہ تل ابیب میں مستقل مظاہرے کر رہے ہیں،ان کا مطالبہ ہے کہ جلد ازجلد قیدیوں کو واپس لایا جائے مگر اس تجویز کے قبول کرنے کے بعد بھی بنجامن نیتن یاہو کارروائی کرنے کے خواہاں ہیں کیونکہ اس سے نہ صرف ان کی حکومت بچی رہے گی بلکہ وہ آئندہ بھی اسرائیل کی سیاست میں خود کو بنائے رکھ سکتے ہیں۔یعنی ایک شخص اپنے سیاسی عزائم کے لیے عام شہریوں کا قتل عام کر رہا ہے اور دنیا خاموش تماشائی ہے۔

نیویارک ٹائمس نے 8 مئی کو شیرا افرون (Shira Efron) کا مضمون Israels Incursion in to Rafah could be a Costly Mistake ”رفح میں اسرائیل کی دراندازی ایک مہنگی غلطی ثابت ہوسکتی ہے“ شائع کیا ہے۔جس میں اسرائیل کے اس عمل کو Backfire سے تعبیر کیا گیا ہے۔اس مضمون میں رفح پر اسرائیلی حملے کے مقاصد اور اس میں درپیش مسائل پر گفتگو کی گئی ہے،مگر اس کے ساتھ ہی واضح الفاظ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں کارروائی کی صورت میں صورت حال ہاتھ سے نکل سکتی ہے۔ نیویارک ٹائمس کا یہ مضمون پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے کیونکہ اس میں رفح میں زمینی کارروائی کے نتائج پر بہت گہرائی سے روشنی ڈالی گئی ہے۔شیرا افرون کا کہنا ہے کہ رفح میں کارروائی دراصل نیتن یاہو کے ذاتی مفادات کی تکمیل کی جانب ایک قدم ہے، جو ملک کے مفاد سے متضاد ہے، اس کے باوجود نیتن یاہو یہ قدم بڑھا رہے ہیں۔فلسطینیوں کی اموات کے ساتھ ہی یرغمالیوں کو بھی اپنے مفاد کے لیے نظرانداز کردیا ہے۔اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ایک شخص کس طرح سے پوری انسانیت کا دشمن بن سکتا ہے۔دوسری طرف انسانی گروہ ہے، جو اپنے مفادات کے چکر میں قتل انبوہ پر خاموش ہے،اس کی یہ خاموشی دراصل خود اس کی موت کا پیش خیمہ ہے۔ایٹمی طاقت پاکستان سمیت دوسرے مسلم ممالک کے حکمراں امریکہ کے خوف سے عمل تو بڑی بات ہے، زبان تک بند کیے ہوئے ہیں کیونکہ ان کو امید ہے کہ اس سے ان کی حکومتوں کو استحکام ملے گا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کی یہی خاموشی یہ بتاتی ہے کہ یہ ان کی حکومتوں کے زوال کی آخری حد ہے،اس سے زیادہ اور کیا زوال ہوگا کہ لب تک نہ ہلاسکو۔

haneef5758@gmail.com

> **ایٹمی طاقت پاکستان سمیت دوسرے مسلم ممالک کے حکمراں امریکہ کے خوف سے عمل تو بڑی بات ہے، زبان تک بند کیے ہوئے ہیں کیونکہ ان کو امید ہے کہ اس سے ان کی حکومتوں کو استحکام ملے گا لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ان کی حکومتوں کے زوال کی آخری حد ہے...**

خواتین کی ترقی کیلئے جینڈر بجٹنگ کا نفاذ

ڈاکٹر جاوید عالم خان

عالمی

سطح پر اور خاص طور سے ہندوستان میں ترقی کے لحاظ سے عورتیں پچھڑے پن کا شکار ہیں۔ ہندوستان میں ترقی کے لحاظ سے پچھڑے پن کی شکار عورتوں کی زیادہ تر تعداد مسلم،دلت اور او بی سی کمیونٹی سے تعلق رکھتی ہے۔ اگر عورتوں کی اقتصادی، سیاسی اور سماجی صورتحال کا جائزہ لیا جائے تو ابھی بھی مردوں کے مقابلے میں خواتین کافی پیچھے ہیں۔ تعلیم، صحت اور روزگار کے میدان میں عورتیں زیادہ ترقی نہیں کر پائی ہیں، اسی طرح سے پارلیمنٹ اور اسمبلی میں ان کی نمائندگی کا تناسب ان کی کل آبادی کے لحاظ سے کافی کم ہے۔سماجی لحاظ سے بھی جس طرح سے عورتوں کو برابری کا درجہ دیا جانا چاہیے تھا،وہ بھی حاصل نہیں کیا جاسکا ہے۔ آزادی کے بعد مرکزی اور صوبائی حکومتوں نے سماج کے پچھڑے طبقات کی ترقی کے لیے پالیسی اور بجٹ کی سطح پر بہت ساری کوششیں کی ہیں، اس سلسلے میں مرکزی سطح پر 1950 میں پچھڑے طبقات کی ترقی کے لیے پلاننگ کمیشن کو قائم کیا گیا اور صوبائی حکومتوں نے پلاننگ بورڈ کی شروعات کی۔ ان دونوں اداروں کا مقصد منصوبہ بند طریقے سے علاقائی غیر برابری اور سماج کے مختلف طبقات کے پچھڑے پن کو دور کرنا تھا جس میں عورتوں کا ایک بڑا حصہ شامل ہے۔ پلاننگ کمیشن (Planning Commission) نے پہلی بار 1951 میں پنچ سالہ منصوبہ بندی کی شروعات کی اور اس کے ساتھ ترقیاتی پلان کو نافذ کرنے کے لیے سالانہ منصوبہ بندی کو بھی عمل میں لایا گیا۔1970 کی دہائی میں ملک کے پالیسی سازوں کو یہ احساس ہوا کہ زیادہ تر پچھڑے طبقات ترقیاتی پالیسیوں کا فائدہ نہیں اٹھا پا رہے ہیں جس میں دلت، آدیواسی، بچے اور خواتین بھی شامل ہیں۔ آدیواسیوں کی ترقی کے لیے پالیسی اور پلان کو نافذ کرنے کے لیے 1973 میں ٹرائبل سب پلان (Tribal Sub Plan) اور 1979 میں دلتوں کے لیے اسپیشل کمپوننٹ پلان (Special Component Plan) کا اعلان کیا گیا۔بچوں کی ترقی کے لیے چائلڈ بجٹنگ اور عورتوں کی ترقی کے لیے جینڈر بجٹنگ کے نفاذ کی شروعات کی گئی۔

جینڈر (صنفی) بجٹنگ یا جینڈر رسپانسیو بجٹنگ (Gender Responsive Budgeting) کے معنی کیا ہیں؟ دراصل یہ دونوں اصطلاح مرکزی، صوبائی اور علاقائی حکومتوں کے ذریعہ استعمال اور نافذ کی جاتی ہیں۔ جینڈر بجٹنگ کا مطلب یہ ہے کہ حکومتوں کے ذریعہ مختص کیے گئے بجٹ کو بہتر پلاننگ اور نفاذ کے ذریعہ تمام جینڈر کو اس کا فائدہ برابری اور ضرورت کے حساب سے پہنچایا جائے۔ مثال کے طور پر اگر لڑکیوں کی کم عمر میں شادی کی شرح بہت زیادہ ہے اور جس کی وجہ سے وہ اسکول چھوڑ دیتی ہیں، ایسے حالات میں حکومت کو ایک مستقل پالیسی بنانے کی ضرورت ہے اور ساتھ ہی ایک ایسی اسکیم شروع کی جانی چاہیے جس سے بچیوں کی کم عمر میں شادی ہونے اور اسکول چھوڑنے سے روکا جاسکے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے مغربی بنگال حکومت نے 2013 میں کنیا شری اسکیم کا نفاذ شروع کیا جس کے تحت ہر اسکول جانے والی بچی کو 700 روپے ماہانہ دیا گیا ساتھ ہی ساتھ جب بچیاں 18 سال کی عمر پورا کرلیں گی تو انہیں 25000 روپے یکمشت دیا جائے گا۔ اس اسکیم میں حکومت نے مزید اصلاح کی اور والدین کی آمدنی کی حد کو بھی ختم کیا جو کہ اس اسکیم کے فائدہ اٹھانے کی ایک شرط تھی۔ سال 22-2021 میں حکومت نے کنیا شری اسکیم کے مختص بجٹ میں اضافہ بھی کیا۔ اس اسکیم کے بہتر نفاذ کی وجہ سے بچیوں کے اسکول چھوڑنے کی تعداد میں کمی آئی ،اسکول میں داخلہ کی شرح میں اضافہ ہوا اور ساتھ ہی کم عمر میں بچیوں کے شادی کرنے کی شرح گھٹ گئی۔ جینڈر بجٹنگ کو ایک اور مثال سے بھی سمجھا جاسکتا ہے۔ ہندوستان کے کئی صوبوں میں عورتوں کی ایک بڑی تعداد نے غیر مقیم ہندوستانیوں سے شادی کی جن کو بعد میں ان کے شوہر کی طرف سے چھوڑ دیا گیا، اس پریشانی کو لے کر پارلیمنٹ میں آواز اٹھائی گئی جس کو بعد میں مرکزی حکومت نے سنجیدگی سے لیا اور 2007 میں ان عورتوں کے لیے قانونی امداد پہنچانے کے لیے ایک اسکیم کی شروعات کی اور اس اسکیم کے تحت بجٹ بھی مختص کیا گیا۔ اس اسکیم کے نفاذ کی وجہ سے کئی ساری عورتوں کو انصاف ملا۔ جینڈر بجٹ سازی کے معاملے میں قومی دیہی روزگار گارنٹی اسکیم (MGNREGA) میں خواتین کے لیے بہت سے اجزاء شامل کیے گئے ہیں جن میں کریچ کی سہولیات، کم از کم ایک تہائی فائدہ خواتین اٹھانے والی ہیں، اجرت میں کوئی امتیاز نہیں، خواتین کے گھروں کے قریب کام کی جگہ، حاملہ اور دودھ پلانے والی خواتین کے لیے خصوصی کام، خواتین کے لیے خصوصی ترجیحات شامل ہیں۔ معذور اور اکیلی خواتین مانیٹرنگ کمیٹیوں میں 50 فیصد ہوں گی۔

اگر جینڈر بجٹنگ کے ارتقاء کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو حکومت ہند نے 9 ویں پنچ سالہ منصوبہ میں (1997-2002) عورتوں کے لیے ویمن کمپوننٹ پلان کی شروعات کی۔ 2001 میں نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف پبلک فائنانس کے ذریعہ قومی سطح پر جینڈر اینالیسس اور ویمن امپاورمنٹ کے لیے ایک پالیسی بنائی گئی بعد میں 2003-4 میں حکومت ہند نے ایک کمیٹی کی تشکیل دی جس کا نام سب گروپ آف جینڈر بجٹنگ تھا۔ مرکزی حکومت نے پہلی بار اپنے بجٹ 2005-6 میں جینڈر بجٹ اسٹیٹمینٹ کا تعارف کروایا اور اس کے بعد دوسری صوبائی حکومتوں نے بھی اس کو نافذ کرنا شروع کردیا۔ اس اسٹیٹمینٹ کے تعارف کا مقصد یہ تھا کہ حکومت کے ذریعہ چلائی جارہی تمام اسکیموں میں مختص کیے بجٹ میں عورتوں کے لیے جو بجٹ مختص کیا جارہا ہے، عوام کے سامنے پیش کیا جاسکے۔ بعد میں حکومت نے 2007 میں جینڈر بجٹ سیل، 2014 میں جینڈر بجٹ اکاؤنٹ ایبلیٹی میکانزم اور 2019 میں اعلی سطحی جینڈر بجٹ کمیٹی کا قیام عمل میں آیا۔ اقوام متحدہ کے پائیدار ترقی اہداف میں ہدف نمبر 5 میں جینڈر بجٹنگ کے لیے ایک پالیسی فریم ورک بنانے کی بات کی ہے اور ہدف نمبر 5 نے اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ عورتوں کی ترقی کے لیے مضبوط پالیسی بنائی جائے اور تمام سطح پر عورتوں اور لڑکیوں کی ترقی کے لیے یکساں مواقع فراہم کیے جائیں۔ مزید تمام ملکوں کو ایک ایسا طریقہ کار بنانا چاہیے جس سے بجٹ مختص کرنے کے عمل میں عورتوں کے لیے برابری کے مواقع کو یقینی بنایا جائے۔ سینٹر فار بجٹ اینڈ گورننس اکاؤنٹ ایبلیٹی (CBGA) کی سینئر ریسرچر شروتی امبسٹ کے مطابق اس وقت جینڈر بجٹنگ کے عمل میں مرکزی اور صوبائی حکومتوں کی سطح پر وزارتوں اور شعبوں کی شمولیت میں اضافہ ہوا ہے اور اس سے متعلق کئی سارے ٹریننگ پروگرام کا انعقاد کیا گیا ہے۔ بجٹ میں عورتوں کے لیے برابری کے حقوق کو یقینی بنانے کے لیے کئی ساری سماجی تنظیموں نے حصہ لینا شروع کردیا ہے۔

تجزیہ

جینڈر بجٹنگ کے نفاذ کے لیے جو فریم ورک بنایا گیا ہے، اس کے 5 اقدامات ہیں۔ پہلا اہم قدم یہ ہے کہ موجودہ حالات میں مردوں اور عورتوں کے لیے جو پالیسی بنائی گئی ہے، اس میں کیا کمیاں ہیں مزید جو موجودہ پالیسی اور اسکیمیں لاگو ہیں، کیا وہ ان کمیوں کو حل کرنے میں کامیاب ہیں یا پھر کوئی نئی اسکیم بنانے کی ضرورت ہے۔ یہ بھی دیکھنے کی ضرورت ہے کہ موجودہ اسکیموں میں جو بجٹ مختص کیا جارہا ہے، وہ کافی ہے۔ اسی طرح سے مختص بجٹ کی منصوبہ بندی کیسے کی جارہی ہے اور اس کے نفاذ کے بعد فائدہ کون اٹھا رہا ہے اور کون نہیں اٹھا پا رہا ہے۔ ان تمام کوششوں کے باوجود ابھی بھی جینڈر بجٹنگ کے نفاذ کی کوششیں محدود ہیں، اس کے علاوہ اس عمل میں ریسرچ اور سماجی تنظیموں نے کافی کمیوں کی جانب اشارہ کیا ہے جیسے کہ عورتوں کے لیے مختص بجٹ کو مکمل طور سے خرچ نہیں کیا جارہا ہے۔ پروجیکٹ کی منصوبہ بندی کے دوران عورتوں کی خاص ضرورتوں کو دھیان میں نہیں لایا جاتا ہے۔ عورتوں سے متعلق ترقی کے اعداد وشمار کی رپورٹنگ بھی ناکافی ہے۔ مزید مختلف طبقات کے عورتوں کی ضرورتوں کو پالیسی بنانے اور اس کے نفاذ کے دوران یکساں سمجھا جاتا ہے۔ جینڈر بجٹنگ کے نفاذ کو مضبوط کرنے کے لیے اس سے متعلق طریق کار پر عوامی بیداری کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ مالی وسائل کی کمی کی پہچان کے لیے جینڈر بجٹنگ کے میدان میں ریسرچ اور تجزیہ کے عمل کو اور مضبوط کیا جانا چاہیے۔ علاقائی حکومتوں (پنچایت اور میونسپل کارپوریشن) کی سطح پر جینڈر بجٹنگ کے نفاذ کو عورتوں کی شمولیت کے ذریعہ مضبوط کیا جانا چاہیے۔ جینڈر بجٹنگ کے نفاذ میں جو بھی کمیاں ہیں، ان کو دور کرنے کے لیے تمام حکومتی سطح پر ایڈوکیسی کرنے کی ضرورت ہے۔

(مضمون نگار انسٹیٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز اینڈ ایڈوکیسی سے وابستہ ہیں۔)

jawedalamk@gmail.com

> **موجودہ حالات میں مردوں اور عورتوں کے لیے جو پالیسی بنائی گئی ہے، اس میں کیا کمیاں ہیں مزید جو موجودہ پالیسی اور اسکیمیں لاگو ہیں، کیا وہ ان کمیوں کو حل کرنے میں کامیاب ہیں یا پھر کوئی نئی اسکیم بنانے کی ضرورت ہے۔**

اقوال زرّیں

سقراط

☜ موت سے بچالینا مشکل نہیں ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ انسان گناہ سے پاک رہے۔

☜ ہرناکامی کے دامن میں کامیابی کے پھول ہوتے ہیں، مگر شرط یہ ہے کہ ہم کانٹوں میں الجھ کر نہ رہ جائیں۔

روزنامہ راشٹریہ سہارا
ROZNAMA RASHTRIYA SAHARA LUCKNOW

مسلم آبادی کا بوسیدہ بیانیہ

مذہبی

جارحیت، فرقہ واریت اور نفرت انگیزی کی فضاؤں میں سانس لے رہے ہندوستانیوں کو انتظار تو اس بات کا ہے کہ کب مصفّٰی ہوا کا جھونکا آئے اور فضا میں شامل ہوگئے زہریلے اثرات کو اڑا لے جائے۔ صاف ستھری ہوا میں ہم سانس لے سکیں لیکن یہ آرزو پوری ہوتی نظر نہیں آرہی ہے۔ عام انتخابات کے اعلان کے بعد سے تو اس کی امید ہی دم توڑتی نظر آرہی ہے۔ ایں قدر اور آں قدر کی کسی تمیز کے بغیر ہر سیاست داں فرقہ واریت پھیلانے میں مصروف ہے۔ حکمراں جماعت اور اس کے قائدین تو کھل کر فرقہ واریت اور ہندو-مسلم کرتے نظر آرہے ہیں۔ وزیراعظم کے آئینی عہدہ پر فروکش نریندر مودی بھی بغیر کسی پاس ولحاظ اور مروت کے مسلمانوں پر ’’ووٹ جہاد‘‘ شروع کرنے کا الزام لگا رہے ہیں۔ اس بیچ وزیراعظم کی اقتصادی مشاورتی کونسل نے ایک ایسی جائزہ رپورٹ جاری کی ہے جو ہے تو بوسیدہ لیکن انتخابی ایام میں بی جے پی اس بوسیدہ بیانیہ کو شوخ، چنچل اور ووٹ ربا بنانے کی ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔

1950 سے 2015 کے درمیان دنیا کے 167 ممالک میں آبادیاتی تبدیلیوں کا مطالعہ کرنے کے بعد وزیراعظم کی اقتصادی مشاورتی کونسل نے انتخابات کے درمیان جو رپورٹ جاری کی ہے، اس کے مطابق 1950 سے 2015 کے درمیان 65 برسوں میں ہندوستان میں ہندوؤں کی آبادی میں 7.82 فیصد کمی واقع ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کی آبادی میں 43.15 فیصد کا اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق دنیا کے بیشتر مسلم اکثریتی ممالک میں مسلمانوں کی آبادی میں اضافہ ہوا ہے جبکہ ہندو، عیسائی اور دیگر مذاہب کی اکثریت والے ممالک میں اکثریتی آبادی میں کمی آئی ہے۔ رپورٹ کے مطابق جہاں ہندوؤں کی آبادی میں 7.82 فیصد کمی ہوئی ہے، وہیں مسلمانوں کی آبادی کا حصہ 9.84 فیصد سے بڑھ کر 14.09 فیصد ہوگیا ہے۔ عیسائی آبادی کا حصہ 2.24 فیصد سے بڑھ کر 2.36 فیصد ہوگیا ہے۔ سکھ آبادی کا حصہ 1.24 فیصد سے بڑھ کر 1.85 فیصد اور بدھ مت کی آبادی کا حصہ 0.05 فیصد سے بڑھ کر 0.81 فیصد ہوگیا ہے۔ جین اور پارسی برادریوں کی آبادی میں کمی دیکھی گئی۔ جینیوں کا حصہ 0.45 فیصد سے کم ہوکر 0.36 فیصد اور پارسی آبادی کا حصہ 0.03 فیصد سے کم ہوکر 0.0004 فیصد رہ گیا۔

اس رپورٹ کے بعد مودی حکومت پر سوال اٹھ رہے ہیں کہ جب اس نے اپنے پورے دور میں مردم شماری نہیں کرائی تو اب آبادی کی بات کس بنیاد پر کر رہی ہے۔ اور جہاں تک مسلم آبادی کا تعلق ہے، نیشنل فیملی ہیلتھ سروے کے اعداد وشمار کے مطابق، مسلم خواتین کی شرح پیدائش 2019-21 میں سب سے کم 2.4 تھی جب کہ 2015-16 میں یہ 2.6 اور 2005-06 میں فقط 3.4 تھی۔ یہ رپورٹ آنے کے بعد حکمراں بی جے پی اور اس کے قائدین نے اسے انتخابی ایشو بنانا شروع کردیا ہے اور یہ کہہ کر ہندوؤں کو بھڑکا رہے ہیں کہ اگلے چند برسوں میں ہندوستان سے ہندو آبادی ختم ہوجائے گی، اس لیے بی جے پی کو ووٹ دیا جائے۔

حالانکہ یہ رپورٹ آنے کے بعد پاپولیشن فاؤنڈیشن آف انڈیا نے خبردار کیا کہ کسی بھی کمیونٹی کے خلاف خوف یا امتیازی سلوک کو ہوا دینے کے مقصد سے اس کی غلط تشریح نہ کی جائے۔ اس نے 2021 میں ہندوستان کی مردم شماری اور نیشنل فیملی ہیلتھ سروے یعنی NFHS کے اعداد وشمار کا حوالہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ اس میں کہا گیا ہے کہ تمام مذہبی گروہوں میں کل زرخیزی کی شرح (TFR) کم ہورہی ہے اور TFR میں 2005-06 سے 2019-21 تک سب سے زیادہ کمی مسلمانوں میں دیکھی گئی۔ مسلمانوں کے ٹی ایف آر میں 1 فیصد اور ہندوؤں کے ٹی ایف آر میں 0.7 فیصد پوائنٹس کی کمی آئی ہے۔

اس رپورٹ کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ چوتھے مرحلے کی ووٹنگ سے پہلے یہ بی جے پی کا نیا منصوبہ ہے۔ دراصل ووٹنگ کے سابقہ تین مرحلے بی جے پی کیلئے اچھی خبر نہیں لائے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ وزیراعظم مودی نے اب اپنے بیانات میں ہندو مسلم پر زیادہ زور دینا شروع کردیا ہے۔ مغربی بنگال، اترپردیش، راجستھان، مدھیہ پردیش، گجرات، کرناٹک اور تلنگانہ وغیرہ میں وزیراعظم مودی کی تقریروں پر توجہ دیں تو ان میں فرقہ وارانہ پولرائزیشن کی کوشش صاف نظر آتی ہے۔ اقتصادی مشاورتی کونسل کی رپورٹ کا اس وقت آنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ بی جے پی کے پاس عوام تک پہنچنے کیلئے مسائل کی کمی ہے، اس لیے اب ایک بوسیدہ بیانیہ کو شوخ، چنچل اور ووٹ ربا بنانے کی کوشش کر رہی ہے۔ یہ کوشش کتنی بار آور ہوگی اور اس کے توسط سے کتنے فیصد ووٹ بی جے پی کو ملیں گے یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا لیکن فی الوقت جائزہ رپورٹ کی بوسیدگی اور سڑاند سے پورا ملک متعفن ہوگیا ہے۔

edit2sahara@gmail.com

مراسلہ نگار کی رائے سے مدیر کا متفق ہونا ضروری نہیں

قانون سے بالاتر کوئی نہیں

مکرمی!

اداریہ ’’تحفظ اور استثنیٰ‘‘ سے متفق ہوتے ہوئے عرض ہے کہ جمہوری روایت "No body is above law" گویا ’قانون سے بالاتر کوئی نہیں‘ کے مطابق قانون سب کیلئے یکساں ہے۔ بالفاظ دیگر، کسی بھی جرم کا مرتکب شخص خواہ وہ ادنیٰ ہو یا اعلیٰ یکساں سزا کا مستحق ہوگا۔ مگر افسوس کہ عملاً ایسا نہیں ہوتا اور جب کوئی بڑا آدمی خاطی ہوتا ہے تو اس کے لیے انتظامیہ کا رویہ نرم و لچیلا نظر آتا ہے جبکہ اس کے برعکس، خطاوار اگر عام آدمی ہو تو اس کے خلاف سخت کارروائی و سزا تجویز کرنے کی روایت رہی ہے۔ اداریہ کا استعجاب و تشویش بجا ہے کہ گورنر کے اعلیٰ عہدے پر براجمان شخص کے خلاف جب قانونی کارروائی ہی نہیں کی جاسکتی تو پھر راج بھون کی خاتون کارکن کی شکایت کیسے رفع ہوگی اور ’’قانون سے بالاتر کوئی نہیں‘‘ کا دعویٰ آخر کس طرح سربلند ہوگا۔ ادارتی موقف میں وزن ہے کہ عہدے کے وقار و تقاضہ کے پیش نظر، گورنر رضا کارانہ طور پر خود کو پیش کرتے اور عوام کے ذہنوں میں شک و ابہام کی دھند صاف ہونے تک خود کو عہدے سے بھی دور رکھتے تو یہ بلند اخلاق و حوصلہ کا مثالی ثبوت ہوتا جبکہ تحفظ و استثنیٰ کا سائبان سر پر تان لینا عہدے کی شان و وقار دونوں کے خلاف ہے۔

اظہر علی خاں - شرافت منزل، کوتوالان، رامپور-1

حق رائے دہی کی اہمیت کو سمجھیں

مکرمی!

لوک سبھا انتخابات کے 3 مراحل کی ووٹنگ ہوچکی ہے جبکہ چار مراحل ابھی باقی ہیں۔ ووٹنگ فیصد میں کمی کی خبریں ہیں جو عوام کی مایوسی کو ظاہر کرتے ہیں کہ ووٹ دینے سے کیا فائدہ، ہمارے مسائل تو جوں کے توں رہیں گے بلکہ جو پارٹی اور امیدوار حکومت کا حصہ بنیں گے، انہی کی چاندی ہوگی۔ یہ سوچ انتہائی غلط ہے۔ اگر ہر شہری یہی سوچ کر بیٹھ جائے اور اپنے حق رائے دہی کا استعمال نہ کرے تو پھر جمہوری عمل بے معنی ہوکر رہ جائے گا۔ ہندوستان کی جمہوریت اور سیکولرازم کی بقا کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہندوستان کا ہر بالغ شہری اپنے حق رائے دہی کے حق کی اہمیت کو سمجھے اور ووٹنگ والے دن بہت سوچ سمجھ کر ووٹ دے۔

محمد کاشف -کوچہ پنڈت، دہلی-6

پانی کے تحفظ کے تئیں سنجیدگی ضروری

مکرمی!

ہم آئے دن خبروں میں پڑھتے و سنتے ہیں کہ فلاں شہر، فلاں ضلع یا فلاں علاقہ میں پانی کی قلت سے عوام کو پریشانی کا سامنا ہے، اس کے باوجود ہم پانی کے تحفظ کے تئیں سنجیدہ نہیں ہیں۔ جہاں پانی کی سپلائی وافر مقدار میں ہے اور وہاں کے لوگ انسانی کی بنیادی ضرورتوں میں ایک اہم ضرورت پانی کے تحفظ کے تئیں انتہائی لاپروائی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ پانی کا ضرورت سے زیادہ استعمال بلکہ بیجا استعمال وہاں ہر جگہ نظر آتا ہے۔ کیا یہ ضروری ہے جب ہمیں کسی چیز کی قلت ہو، اسی وقت ہم اس کی قدر کریں، اس سے پہلے ہم اس کو سنبھالنے کی تدابیر نہیں کرسکتے۔ پانی کی قلت کے تعلق سے جو خبریں موصول ہوتی ہیں، ان سے سبق لینے کی ضرورت ہے اور جہاں ابھی اس پریشانی سے عوام نبرد آزما نہیں ہوئے ہیں، انہیں چاہیے کہ پانی کے تحفظ میں اپنا اہم کردار نبھائیں تاکہ وہاں قلت جیسی نوبت ہی نہ آئے اور لوگ ایک انتہائی بڑی پریشانی کا سامنا کرنے سے محفوظ رہیں۔

ثمرین -اوکھلا، نئی دہلی-25

نوٹ: ادارتی صفحے پر شائع مضامین میں مضمون نگاروں کے ذریعہ ظاہر کی گئی آرا ان کی ذاتی ہیں اور ادارہ اس کیلئے کسی طرح سے ذمہ دار نہیں ہے۔

نفرتوں کے سارے بت جامے سے باہر آ گئے
یہ الیکشن جیسے اُن کے جینے یا مرنے کا ہے
دعوے جو بھی ہوں مگر اہلِ نظر کا ہے خیال
یہ بھڑکنا شمع کا، بجھنے سے کچھ پہلے کا ہے

ضمیر ہاشمی

سہارا انڈیا ماس کمیونی کیشن کیلئے پرنٹر وپبلشر **ضیاء قادری** نے سہارا انڈیا ماس کمیونی کیشن پریس، سہارا انڈیا ٹاور، 7 کپورتھلہ کمپلیکس، علی گنج لکھنؤ میں چھپوا کر شائع کیا۔
Printed & Published by **Zia Qadri**, on behalf of **Sahara India Mass Communication** and Printed & Published at **Sahara India Mass Communication Press**, Sahara India Tower, 7 Kapoorthala Complex, Aliganj Lucknow
Editor & Group Editor: **Abdul Majid Nizami** (editor.nizami@gmail.com) Resident Editor: **Dr. Himayat Hussain Jaisi** (himayatsahara@gmail.com) * **ایڈیٹر اینڈ گروپ ایڈیٹر: عبدالماجد نظامی** ■ **ریزیڈنٹ ایڈیٹر: ڈاکٹر حمایت حسین جائسی**
For Editorial/News: simeurdu@gmail.com, ■ **Advertisement (National)**: ■ 9891773434, 9899452476 **Email:** adsahara@gmail.com
فون لکھنؤ دفتر: پی بی ایکس وایڈیٹوریل: 0522-2332935, 2323126, 2337777 انٹرکام: 5367 سرکولیشن: 2388379، شعبہ اشتہارات: 0522-2376356، **ای میل**: simeurdu@gmail.com - **(Lucknow) sime.urdulko@gmail.com** ٹیلی فون: دہلی آفس 23352368,23352369,
* اس شمارہ میں شائع شدہ تمام خبروں کے انتخاب اور ایڈیٹنگ کیلئے ذمہ دار
R.N.I. No 70390/99 **ROZNAMA RASHTRIYA SAHARA (LUCKNOW)**
شمارہ: 8901 سال: 25
روزنامہ راشٹریہ سہارا
حب الوطنی ○ فرض شناسی ○ ایثار
ہمیں فخر ہے کہ ہم ہندوستانی ہیں